## سوال

(17) عامی اور غیر عامی پر جو درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہے      الخ

## جواب

*السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ*

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ غیر مقلد کی نماز مقلد کے پیچھے ہوتی ہے یا نہیں اور مقلد کی نماز غیر مقلد کے پیچھے ہوتی ہے یا نہیں ؟

(2) تقلید امام اعظم کی کرنا شرک ہے یا نہیں ؟

ماقولکم رحمکم اللہ تعالی عامی اور غیر عامی پر جو درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہے ، ایک مذہب کی تقلید کرنا واجب ہے یا نہیں اور جس پر تقلید واجب ہے اگر وہ ایک مذہب معین کی تقلید نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں اور اس کے ساتھ کھانا ، پینا اور شادی کی رسم جاری رکھنا درست ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

*وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ*
*الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!*

ماہران شریعت غرا پر مخفی نہیں کہ جو شخص  مومن باللہ والیوم الآخر اور تصدیق ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ضروریات الدین وغیرھا من الفروعات الشرعیة خالصا ( نبی ﷺ نے جو ضروریات دین بتلائی ہیں اور شریعت کے فروعات بتلائے ہیں ان کی تصدیق کرتا ہوں ) رکھتا ہو ، اور رہر صورت سے پابند شرع ہو یعنی حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتا ہو ، پس بے شک وہ شخص مسلمان متقی اور اس آیت کریمہ کا مصداق ہے ، لیس[1] البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملائکة والکتاب والنبیین (الی آخر) اولئک الذین صدقوا و اولئک ھم المتقون الآیة اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون وغیرہا من الایات القرانیة ۔ وعن ابن عباس بن عبدالمطلب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا رواہ مسلم ۔ وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمة اللہ وذمة رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ رواہ البخاری کذا فی المشکوٰة ۔

فی الجملہ جو شخص موصوف بصفات دین اسلام اور احکام شرع پر بطریق اہل سنت کاربند ہو ، وہ اگرچہ ایک مذہب معین کا مقلد نہ ہو ، خواہ عامی ہو یا غیر عامی کہ درجہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو ، سو وہ شخص مذکور خاصہ مسلمان اور شریعت محمدیہ کا متبع ہے از روئے شرع شریف اس کی مسلمانی میں کسی طرح کا عیب و نقصان متصور نہیں ہو سکتا ، بہرحال وہ شخص بمقتضائے اس آیت کریمہ فان[2] تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فاخوانکم فی الدین کے برادر دینی ہے ، گو مذہب معین کا التزام نہ رکھتا ہو ، پھر جو کوئی اس کو بُرا کہے اور شادی غمی میں اس سے نفرت و عداوت کرے اور نہ ملے ، وہ فاسق و مخالف کتاب و سنت اور بتدع متعصب اغلظ ہے ، ایسے متعصب بدعتی اغلظ سے ملنا ترک کرے کیونکہ برضا و رغبت بتدع سے ملنا ہدم اسلام کا موجب ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث مشکوة وغیرہ میں وارد ہے کیونکہ تقلید شخصی اور التزام مذہب معین پر شارع کا حکم اور خطاب صادر نہی ہوا پس جس عقیدہ پر خدا اور رسول کا حکم ناطق نہ ہو ، وہ عقیدہ اور عمل مردود اور قبیح ہوتا ہے ۔ قال[3] اللہ تعالیٰ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وقال[4] اللہ تعالیٰ ما انزل اللہ بھا من سلطان ان الحکم

الا اللہ الایۃ ولیس[5] لغیر اللہ حکم واجب القبول والامر واجب الالتزام بل الحکم والامر والتکلیف لیس الا لہ انتہی ما فی التفسیر الکبیر والنیشا پوری۔

اور سارے اہل اصول حکم کے معنے شرعاً اس طرح پر لکھتے ہیں : الحکم[6]خطاب اللہ تعالیٰ المتعلق بفعل المکلف اقتضاء ای طلبا وھو اما لطلب الفعل حتما او غیرہ او طلب الترک کذلک او تخییرا ای اباحۃ کذا فی مسلم الثبوت فی علم الاصول قالوا اثبت الطلب الجازم القطعی لفعل غیر کف فالفرض او الفعل کف فالحرام وان ثبت الطلب لفعل غیر کف بدلیل ظنی فیہ شبہۃ فالواجب او کف فکراھۃ التحریم وان لم یکن الطلب جازما بل راجحا فاما ان یکون لفعل غیر کف کالندب او کف فکراھۃ التنزیہ وان لم یکن الطلب اصلا بل یکون تخییرا بین الفعل وعدمہ فاباحۃ کذا فی شرح المسلم وغیرھا من کتب الاصول۔

پس تقلید شخصی نہ اقتضا میں داخل ہے، نہ تخییر یعنے اباحت میں لان[7]الاباحۃ ای مایکون فعلہو ترکہ متساوین حکم شرعی لان الاباحۃ من الاحکام ولا حکم الا بالشرع فثبت کون الاباحۃ حکما شرعیا لانہ ای الاباحۃ خطاب الشرع والخطاب حکم شرعی تخییرا ای من الخطاب التخییر کذا فی مسلم الثبوت و شروحہ۔

اور جب تقلید شخصی خطاب شرع اور تکلیفات شرعیہ میں داخل نہ ہوئی تو اقتضاًنہ تخییرا پس بدعت مذمومہ ہے۔ کما[8]قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھورد۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھورد کما رواھما البخاری فی صحیحہ۔ اسی نظر سے فاضل جلیل علامہ نبیل محمد اسماعیل نے تقلید شخصی والتزام مذہب معین کو بدعات حقیقیہ میں شمار کیا ہے، ملا علی قاری سم القوارض و شرح عین العلم میں اور عبد العظیم ملا ابن فروخ مکی قول سدید میں لکھتے ہیں۔ اعلم[9]ان اللہ لم یکلف احدا من عبادہ ان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل اوجب علیھم الایمان بما بعث بہ محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والعمل بشریعتہ انتہی ما فی القول السدید مختصراً۔

ف : اور اس عاجز نے اگرچہ ایک صورت تقلید شخصی کی معیار الحق میں یہ سبیل تنزل مباح میں درج کی تھی لیکن عند التحقیق الحقیق مباح میں بھی داخل نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ مباح خطاب شارع میں داخل ہے اور تقلید شخصی خطاب شارع سے خارج ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اہل کتاب کے اپنے مولویوں اور پیروں کو رب بنانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ان کو عقیدۂ خدا سمجھتے تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ اوامر و نواہی میں ان کی اطاعت کرتے تھے عدی بن حاتم سے روایت ہے (یہ پہلے عیسائی تھے، وہ آنحضرت ﷺ کے پاس جب پہنچے تو آپ اس وقت سورہ برأت کی یہ آیت پڑھ رہے تھے) میں نے عرض کیا کہ ہم تو ان کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا، کیا جب وہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دیتے تھے تو تم اس کو حلال یا حرام نہیں سمجھتے تھے۔ ''میں نے عرض کیا ہاں، تو فرمایا، یہی ان کی عبادت تھی، ربیع کہتے ہیں، میں نے ابو العالیہ سے سوال کیا کہ بنی اسرائیل ان کو خدا کس طرح بناتے تھے، تو آپ نے کہا وہ کتاب اللہ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور ان کے اقوال قبول کر لیا کرتے تھے، شاہ ولی اللہ صاحب خاتم المقفین والمجتہدین فرماتے ہیں'' میں نے فقہائے مقلدین کی ایک جماعت اس طرح کی دیکھی ہے کہ میں نے بعض مسائل میں ان کو قرآن پاک کی آیات پڑھ کر سنائیں جو ان کے مذہب کے خلاف تھیں، تو انہوں نے ان آیات کو نہ تو قبول کیا اور نہ ان کی طرف توجہ ہی کی اور حیران و پریشان دیکھتے رہے مطلب یہ ہے کہ ہمارے مجتہدین کے اقوال اگر ان کے برخلاف ہو تو ان ظاہر آیات پر عمل کیسے کر سکتے ہیں۔ اگر آپ اچھی طرح غور کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ ہماری اکثر اہل دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اگر یہ سوال کیا جائے کہ شیطان کی پیروی کرنے والے کو تو صرف فاسق کہا جاتا ہے اور مولویوں اور پیرون کی اطاعت کرنے والوں پر خدا تعالیٰ نے کفر کا فتویٰ کیوں لگا دیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فاسق اگرچہ شیطان کی اطاعت کرتا ہے لیکن اس کو دل سے بُرا جانتا ہے اس پر لعنت کرتا ہے اور اس کو ذلیل سمجھتا ہے اور یہ لوگ مولویوں اور پیروں کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ ان کی تعظیم کرتے ہیں، ان کو حق پر سمجھتے ہیں، سو ان دونوں میں یہ فرق ہے۔

مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر عزیزی میں آیت ''واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ'' کے تحت لکھتے ہیں کہ ''جب ان کو کہا جاتا ہے کہ حکم الٰہی کی پیروی کرو اور آباء واجداد اور شیطان کی پیروی چھوڑ دو، تو کہتے ہیں کہ ہم خدا کے حکم کی اطاعت نہیں کر سکتے کیونکہ ہم میں اتنی قابلیت ہی نہیں کہ ہم خدا کے حکم کو سمجھ سکیں اور پھر ہمیں یہ یقین بھی کیونکر آ سکتا ہے کہ جو کچھ تم کہہ کر رہے ہو، یہ خداوندی حکم ہے ہم تو اسی رسم و رواج کی پیروی کریں گے، جس پر ہم نے اپنے باب دادا کو پایا ہے، جو وہ کھاتے تھے ہم کھائیں گے جو حرام جانتے تھے ہم اس کو حرام جانیں گے کیونکہ ہمارے باپ دادا ہم سے زیادہ عقل مند تھے، اگر اس میں وہ کوئی خرابی دیکھتے تو ضرور اس کو چھوڑ دیتے اور اب اگر ہم ان کے رسم و رواج کی خلاف ورزی کر کے کھائیں پئیں گے، تو تمام آدمی ہم کو طعنہ دیں گے اور خصوصاً برادری ناراض ہو کر ہم کو برادری سے خارج کر دے گی، ہم سے تعلقات منقطع کر لیں گے، بالکل اسی طرح ہندو بھی اپنے رسم و رواج کو نہیں چھوڑتے اور بعض جاہل مسلمان رسوم باطلہ کے ترک کرنے میں یا بیوہ کا دوسرا نکاح کرنے میں بالکل یہی عذر پیش کرتے ہیں ابن ابی اسحاق اور ابن

ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نے یہودیوں سے کلام شروع کیا، ان کو اسلام کی خوبیاں اس طرح سمجھائیں اور اسلام قبول نہ کرنے کے بارے میں ان کو ایسا لاجواب کیا کہ کوئی عذر باقی نہ رہ گیا۔ بالآخر رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ آپ کے دین کی حقانیت تو مسلم ہے لیکن ہم اپنے باپ دادا کی پیروی کریں گے کیونکہ وہ ہم سے بہتر بھی تھے اور عالم بھی زیادہ تھے، تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اس آیت میں تقلید کے ابطال کی طرف اشارہ ہے دو طریق سے، پہلی وجہ یہ ہے کہ مقلد سے پوچھنا چاہیے کہ جس کی تو تقلید کرتا ہے، وہ تیرے نزدیک حق پر ہے یا نہیں؟ اگر تو اس کے حق پر ہونے کو نہیں جانتا اور اس کے غلطی پر ہونے کے احتمال کو بھی سمجھتا ہے تو اس کی تقلید کیوں کرتا ہے اور اگر اس کا حق پر ہونا جانتا ہے تو کیونکر جانتا ہے، اگر کسی اور کے کہنے پر تجھے اعتبار آگیا ہے تو پھر اس کا حق پر ہونا جانتا ہے یا نہیں۔ اس طرح تسلسل اور دور لازم آئے گا اور اگر عقل سے اس کا حق پر ہونا سمجھتا ہے تو اس عقل کو حق کی معرفت میں کیوں استعمال نہیں کرتا؟ کیوں اپنے لیے تقلید کی ذلت گوارا کرتا ہے۔ دوری وجہ یہ ہے کہ جس کی تو تقلید کرتا ہے اس نے بھی اس مسئلہ کو تقلید سے معلوم کیا ہے یا دلیل سے؟ اگر اس نے بھی اسے تقلید ہی سے معلوم کیا ہے تو پھر تو اور وہ برابر ہوگئے وہ تجھ سے بہتر کیونکر ہوا اور اسنے اگر اسے دلیل سے معلوم کیا ہے تو اس کی صحیح تقلید تو یہ ہے کہ تو بھی اسے دلیل سے معلوم کر، ورنہ اس کا مخالف ہوگا نہکہ مقلد اور جب تو نے اس کو دلیل سے معلوم کرلیا تو تقلید ختم ہوگئی۔

تفسیر کبیر میں کہا ہے ''دوسرا مسئلہ آیت کا معنی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان ک وحکم دیا کہ خداوند تعالیٰ کی واضح دلیلوں کی پیروی کرو تو انہوں نے جواباً کہا کہ ہم اس کی پیروی نہیں کریں گے ہم تو اپنے باپ دادا کی پیروی کریں گے گویا انہوں نے دلیل کا مقابلہ تقلید سے کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جواب دیا کہ اگرچہ ان کے باب بے سمجھ اور گمراہ ہی ہوں، تب بھی انہی کی پیروی کریں گے اور اس میں مسائل ہیں۔ دوسرا مسئلہ اس جواب کی کئی طریق سے تقرر کا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ مقلد سے پوچھنا چاہیے کیا تو یہ اقرار کرتا ہے کہ کسی انسان کی تقلید کرنے کے لیے اس کے حق پر ہونے کا علم بھی ضروری ہے یا نہیں؟ اگر وہ اقرار کرے کہ ہاں اس کے حق پر ہونے کا علم ضروری ہے تو اس سے پوچھا جائے کہ تم کو اس کا حق پر ہونا کیسے معلوم ہوا؟ اگر کسی دوسرے کی تقلید سے ہوا ہے تو تسلسل اور دور لازم آئے گا اور اگر تو نے عقل سے معلوم کرلیا ہے تو یہ عقل دلیل تلاش کرنے کے لیے کافی ہے، تقلید کی ضرورت نہیں ہے اور اگر مقلد کے حق پر ہونے کا علم ضروری نہیں سمجھتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے اس کے باطل پر ہونے کے جواز کے باوجود اس کی تقلید کرلی اس وقت تم کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ تم حق پر ہو یا باطل پر، دوسری وجہ یہ ہے کہ فرض کرلو جس کی تم تقلید کرتے ہو اگر اس کو اس مسئلہ کا علم نہ ہوتا یا وہ خود ہی دنیا میں پیدا نہ ہوتا، تو تم کیا کرتے۔ یقیناً تم کو کسی اور کی طرف نگاہ اٹھانا پڑتی سو اب بھی ایسا ہی کیوں نہیں کرلیتے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ جس پہلے آدمی کی تم تقلید کررہے ہو، اس نے اس مسئلہ کو کیسے معلوم کیا اگ رکسی اور کی تقلید سے معلوم کیا ہے تو دور لازم آئے گا اور اگر اس نے دلیل سے معلوم کیا ہے تو اس کی تقلید تو یہ ہے کہ تم بھی دلیل سے اس کو معلوم کرو، ورنہ مخالفت لازم آئے گی، تو معلوم ہوگیا کہ تقلید سے کوئی بات کہنا تقلید کی نفی کی طرف لے جاتا ہے پس تقلید باطل ٹھہری، تفسیر کبیر کا مضمون ختم ہوا، یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی کہ جب ان کو دلائل کے اتباع کی دعوت دی گئی تو وہ تقلید آباء کی طرف جھک گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت یہود کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی ان کو حضور نے اسلام کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے، ہمارے باپ دادا ہم سے بہتر تھے زیادہ عالم تھے۔ ہم ان کی پیروی کریں گے (ابوالسعود)

پس آیات کریمہ مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مقلدان زمانہ باوصف درس وتدریس صحاح ستہ وقرآن مجید کے بنا پر اعتماد قواعد مخترعہ متاخرین اور روشن وعادت اہل کتاب و نصوص صریحہ قرآن وحدیث سے بلطائف الحیل وتاویلات رکیکہ مقابلہ ومعارضہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو اس قدر فہم وفراست کہاں کہ مقاصد قرآن وحدیث پر عبور کریں جو کچھ اسلاف کرام نے قواعد واصول مقرر کیے ہیں ان پر عمل کرتے ہیں، پس ان پر فرمودہ رسول مقبول ﷺ راست آیا۔ لتتبعن[10] سنن من کان قبلکم شبرا بشبر ذراعا ب ذراع حتی لو دخلوا جحر ضب تبعتموھم قلنا یا رسول اللہ الیھود والنصاری قال فمن۔ انتھی مافی صحیح البخاری وغیرہ من کتب الحدیث۔

ان نافہم مقلدوں کے ہمچنیں طریقہ وشعار پر صد ہزار افسوس ہے کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال پر بھی کاربند نہیں ہوتے، بلکہ بمقتضائے مضمون آیت کریمہ فی کل واد یھیمون یعنی وادی جہالت میں سرگرداں رہتے ہیں اور تابعداران وتبعان خدا ورسول کو بزعم فاسد خود سب وشتم وزدوکوب کرتے ہیں اور لامذہب وبددین کہتے ہیں۔ پس ان کے یہ تمام آثار وشعار بہ سبب ہوائے نفسانی وموجب عدم تدبر قرآن وحدیث واقوال سلف صالحین ومتاخرین محققین کے خلاف ہیں اور اقوال بلادلیل پر نازاں وفرحان ہیں، مسلم الثبوت میں مذکور ہے، عن

[11] ائمتنا لایحل لاحد ان یفتی بقولنا مالم یعلم من این قلنا انتہی وھکذا فیسم القوارض اللملا علی قاری الھروی۔

واسامی کتب اہل اصول مذہب حنفی وغیرہ کے عدم وجوب تقلید شخصی میں یہ ہیں، باب ثامن عشر قضا فتاوے عالمگیری، وفتح القدیر، وتحریرالاصول لابن الھمام، وتقریر شرح تحریر صاحب عنایہ و تجبیر شرح تحریر امیر الحاج و شرح تحریر سید بادشاہ، شرح منہاج علامہ قاسم، و مسلم الثبوت محب اللہ البہاری، و مختصر الاصول ابن حاجب، و عضدی شرح مختصر الاصول و شرح تحریر و مسلم مولانا نظام الدین وبحر العلوم مولوی عبدالعلی، و عقد الفرید شر نبلالی، و طحطاوی و رد المختار، و طوالع الانوار حواشی در مختار و مقتنم الحصول علامہ حبیب اللہ قندھاری و قول سدید شیخ الشیوخ سید احمد طحطاوی، تحصیل التعرف فی معرفت الفقہ والتصوف شیخ عبدالحق محدث دہلوی و کتاب الرد علی من اخلد الی الارض للشیخ جلال الدین السیوطی و علامہ عبدالبر و قرافی در شرح اصول، و عبدالوہاب در میزان دیواقیت و عقد الجید و حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و سوالات عشرہ شاہ عبدالعزیز وقاضی ثناء اللہ پانی پتی کا رسالہ عمل بالحدیث و کتاب فارسی جو گویا ترجمہ مسلم الثبوت ہے، تنویر الطنیین و ایضاح الحق مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی جیسا کہ واقفان و مزادلان کتب مذکورہ پر مخفی نہیں ہے اس صورت میں مقلدین ہوا پرستان پر واجب ہے کہ بنظر انصاف وتدبر تمام کتب مذکورہ کو ملاحظہ فرما کر افراط و تفریط سے باز آویں، تا رضائے مولانا پا دین۔

اند کے باتو بگفتم وبدل ترسیدم

کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

واضح ہو کہ جاہل ناواقف پر بمقتضائے ل[12] وکنا نسمع او نعقل ماکنا فی اصحاب السعیر الایۃ ھل[13] یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون الایۃ فاسئلوا[14] اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ وغیرہا من الایات، مسائل کا پوچھنا اور سیکھنا شرعاً فرض و واجب ہے یعنی ہر جاہل لاعلمی کے وقت کسی عالم اہل الذکر سے خواہ وہ عالم افضل ہو، خواہ وہ فاضل خواہ مفضول ہو، کیونکہ اہل الذکر عندالتحقیق عام ہے، مسئلہ دریافت کرلیا کرے۔ خواہ ایک عالم اہل ذکر سے پوچھ لے یا دو سے، فی الجملہ جس سے تسلی اور دل جمعی ہو، پھر جب ایک سے یا دو سے مثلاً دریافت کرلیا، عہدہ تکلیف سے باہر ہوگیا، اس پر شرعاً مواخذہ نہ رہا اور اس پر قطعاً اجماع ہوچکا۔

اعلم[15] ان کلا من المجتہدین والعماء الکاملین من اھل الذکر الذین وجب سوالھم واتباعھم لمن لم یصل الی درجۃ النظر والاستدلال فاذا عمل احد من المقلدین بقول احد منھم فقد ادی ما علیہ ھذا خلاصۃ ما یستفاد من القول السدید وغیرہ۔ مسئلہ یجوز تقلید المفضول مع وجود الافضل فی العلم عند الاکثر وعن احمد وکثیر المنع بل یجب النظر فی الارجح ثم اتباع لنا اولا کما اقول عموم فاسئلوا اھل الذکر وثانیا القطع فی عصر الصحابۃ باستفتاء کل صحابی مفضول فکان اجماعا ومن ثم قال الامام لولا اجماع الصحابۃ لکا نمذھب الخصم اولی انتہی مافی مسلم الثبوت فمن انکر عموم اھل الذکر فاولی لہ ثم اولی لہ اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب۔ الرقم عاجز سید محمد نذیر حسین۔

1281 سید محمد نذیر حسین

---

[1] نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ نیک وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان رکھتا ہو (آخر آیت تک) یہ لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔ الآیۃ یہ لوگ اپنے رب سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں وغیرہ قرآنی آیات اور حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے رسول ہونے پر راضی ہوا اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا اور حضرت انسؓ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''جو ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہ وہ مسلمان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کا عہد ہے، سو اللہ کے عہد میں خیانت نہ کرو۔

[2] اگروہ توبہ کریں، اور نماز کی پابندی کریں اورزکوۃ ادا کریں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

[3] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''جو اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا تو اس سے قطعاً قبول نہ کیا جائے گا۔

[4] اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل نہیں اتاری، حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔

[5] اللہ کے سوا کسی کا حکم واجب القبول اور کسی کا امر واجب الالتزام نہیں ہے بلکہ حکم اور امر اور کسی کو مکلف بنانے کا حق صرف اللہ کا ہے۔ تفسیر کبیر اور نیشاپوری کا اقتباس ختم ہوا۔

[6] حکم کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا خطاب جو کسی مکلف کے متعلق ہو اگر قطعی دلیل ہے حتمی طور پر کرنے کا حکم ہو تو وہ واجب ہے اور اگر ظنی دلیل سے حتمی طور پر روکا جائے تو وہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر کسی کام کا کرنا ضروری قرار نہ دیا جائے بلکہ بہتر سمجھا جائے تو وہ مندوب ہے اگر روکا جائے تو وہ کراہت تنزیہی ہے اور اگر کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا جائے تو اس کا نام اباحت ہے، شرح مسلم وغیرہ کتب اصول میں ایسا ہی لکھا ہے۔

[7] اس لیے کہ اباحت یعنی جس کا کرنا نہ کرنا برابر ہو، ایک شرعی حکم ہے کیونکہ احکام سے ہے اور حکم شریعت ہی کی ایک شاخ ہے تو معلوم ہوا کہ اباحت حکم شرعی ہے اس لیے کہ اباحت شرع کا خطاب ہے اور خطاب حکم شرعی ہے یعنی اباحت شریعت کا تخییری حکم ہے، مسلم الثبوت میں ایسا ہی ہے۔

[8] آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جو آدمی ہمارے دین میں نیا کام جاری کرے جو اس کا جزو نہ ہو تو وہ کام مردود ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر کوئی ایسا کام کرے جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

[9] جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو بھی یہ حکم نہیں دیا کہ وہ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی بنے کیونکہ ان کے لیے آنحضرت ﷺ کے احکام پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض قرار دیا ہے۔

[10] تم اپنے سے پہلے لوگوں کی پوری پوری پیروی کرو گے بالشت با بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ، اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں گھسا ہوگا تو تم بھی گھسو گے، ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ یہود و نصاریٰ کی پیروی کریں گے آپنے فرمایا اور کس کی؟

[11] ہمارے اماموں کا قول ہے کہ کسی آدمی کو اس وقت تک ہمارے قول پر فتوی دینا جائز نہیں ہے جب تک کہ اس کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ہم نے وہ قول کیوں کہا، ملا علی قاری کی سم القوارض میں بھی اسی طرح ہے۔

[12] اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے، تو ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔

[13] کیا جاہل اور عالم کبھی برابر ہو سکتے ہیں۔

[14] اگر تم کو معلوم نہیں تو اہل ذکر (علم والوں) سے پوچھ لو۔

[15] جان لینا چاہیے کہ ہر اس آدمی کے لیے جو درجہ نظر و استدلال تک نہیں پہنچا ہے، سارے مجتہد اور علمائے کاملین اہل ذکر ہیں، جن سے مسئلہ پوچھنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، جب کوئی مقلد کسی عالم کے قول پر عمل کرے گا تو سب سے اپنی تحقیق کرلی ''القول السدید'' وغیرہ سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے۔

مسئلہ: افضل اور اعلم کے ہوتے ہوئے بھی مفضول کی تقلید اکثر اہل علم کے نزدیک جائز ہے ہاں امام احمد اور کچھ دوسرے علماء اس کے قائل نہیں ہیں، ان کے نزدیک ''زیادہ

صحیح ‘‘کی تلاش ضروری ہے، ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اولاً اللہ تعالیٰ ن ے اہل الذکر میں عموم رکھا ہے اورثانیاً صحابہ کے زمانہ میں یہ فیصلہ ہوگیاکہ افضل کے ہوتے مفضول صحابہ بھی فتویٰ دیاکرتےتھے توگویا اس طرح پر اجماع ہوگیا، یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا، اگر صحابہ کا اجماع نہ ہوگا تو ہمارے مخالفین کی بات راجح ہوتی، مسلم الثبوت کا مضمون ختم ہوا۔ سوجو عموم اہل ذکر کاانکارکرے، اس پر نہایت ہی افسوس ہے۔ خداوندا ہمیں حق حق دکھااور باطل باطل۔

فتاوی نذیریہ

**جلد01**